Vol. 5 No.1 2022

ISSN Online: 2709

ISSN Print: 2709-7

پروفیسر بشیر احمد سوز بحثیت اقبال شناس

۱۔ڈاکٹر حسنین خان سواتی

پی ایچ ڈی شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

۲۔ صائمہ خان

پی ایچ ڈی شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

۳۔ڈاکٹر جلوہ آفریں یوسفزئی

لیکچرر گرلز کیڈٹ کالج مردان

Abstract

Professor Bashir Ahmed Souz has a prominent position in Urdu literature in general and Hazara Urdu literature in particular. In Urdu literature, Bashir Ahmad Souz is recognized as a poet, researcher, critic, and prose writer. Prof. Bashir Ahmed Suzne also devoted his time in Iqbal studies and wrote a book called "Iqbal and Hazara" which is a proof of his love for Iqbal. In this book, he wrote Mir Wliullah's letter to Iqbal. Literature and Iqbal's journey to Hazara has been presented in an emotional way. When Allama Iqbal came to Hazara, he also gave a speech regarding Pakistan Movement in the Government High School which is now known as Degree College. Professor Bashir Ahmed Souz wrote a book on Iqbal's life in Abbottabad, which he named Iqbal and Hazara.

Keyword. Allama Iqbal ,Hazara, Abbattabad,Mir wliullah,Pakistan,Movement

اقبال اورہزار سے تعلق کو واضح کرنے کے لئے نہ تو کسی نے کبھی سوچااور نہ اس موضوع پر کوئی تحریر سامنے آسکی۔بے شک مولوی سلطان میر (والد گرامی میر ولی اللہ) کے اقبال سے قلمی تعلقات اور بعد ازاں ان کی ملاقات کے حوالے سےایک آدھ مضمون ضرور سامنے آیا مگر ایسا کبھی نہ ہو سکا کہ اقبال کی ایبٹ آباد آمد،ان کے اسفار کی روداد، ہزارہ کے اکابرین علم و ادب اور تحریک آزادی کے نامور سپاہیوں سے ان کی خط و کتاب اور ملاقاتوں کو اجاگر کیا جا سکا۔نیز ایبٹ آباد میں اقبال کے قیام کے دورانیے،تقریبات میں ان کی شرکت اور ایبٹ آباد کے قیام کے دوران ان کی تخلیقات اور دیگر مشاغل پر روشنی ڈالی جاسکی۔

اقبال شناسی کے حوالے سے ہزارہ کے ادباءاور شعراء کی تحریروں اور تخلیقی کاوشوں کا بھی احاطہ کیا جائے تا کہ ہم دنیائے ادب کوہزارہ میں اقبالیات کے حوالے سے کئے گئے کام سے بھی شناسا کر سکیں اور حکیم الا مت کی آفاقی فکر اور انکی شخصیت سے ہزارہ کے لوگوں کی محبت کا ایک مرقع بھی تیارکرسکیں۔چنانچہ پروفیسر بشیراحمدسوز نے صبح و مسا اس منصوبے پر کام کرنا شروع کیا۔اہل قلم سےمضامین لکھوائے اور شعراء سے منظومات حاصل کرنے کی غرض سے رابطے شروع کردیئے۔کچھ عرصہ میں کافی حد تک مواد اکٹھا ہو گیا اور جب یہ طمانیت ہونے لگی۔نومبر2002 ءتک"اقبال اور ہزارہ" کے نام سے یہ کتاب منظر عام پر آگی۔لاہور میں یوم اقبال کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں پاکستان کے دانشوروں اور اقبال کے شیدائیوں نے بشیراحمدسوزکی اس کاوش کوبانظرِ استحسان دیکھا اور اس کتاب کی خوب پذیرائی ہوئی۔

حکیم الامت ، شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کو مسلمانان برصغیر نے جن القابات سے نوازا ملت اسلامیہ نے ان پر تصدیق کی وہ مہر ثبت کردی جس نے علامہ کو ان کے فکر و فلسفہ اور پیغام کے حوالے سے ہمہ گیر اور جہانگیر ثابت کرنے میں لازوال کردار ادا کیا۔علامہ کے اس مقام کا تعین کرنے والوں میں دنیا بھر کے دانشوروں اور دانا ؤں کی آراء کا بڑادخل ہے۔یہ تفاخر اور مرتبت محض ایک حسن خیال نہیں بلکہ علامہ کی ان

Vol. 5 No.1 2022
ISSN Online: 2709
ISSN Print: 2709-7

خداداد صلاحیتوں اور جواہر کا اعتراف ہے جو قدرت نے انہیں انعام کی ہیں۔اور پھر اس مشت خاک نے قرآن حکیم کے عمیق مطالعے اور عشق رسولؐ کی حدت اور تمازت سے نوع انسانی کے مادی اور روحانی مسائل اور ان کے حسن وقبح کی بخیہ گری کے بعد ان کا ادراک کیا جس کے سامنے دنیا کے دانا واں اور فلاسفروں کی دانش بر ہانی جھاگ کی مانند بیٹھتی چلی گئی۔اس نے ملت اسلامیہ کو وہ پیغام دیا جس کی اساس قرآن پاک ہے۔علامہ محمداقبال کا پیغام زمین کی حدود سے ماورا اور وقت کی پہنائیوں سے آزاد ہے۔اس نے نوع انسانی کے سینوں کو چاک کر کے حیات و کائنات کی حقیقتوں کو ان میں بھردینے کی سعی کی۔اس کا پیغام وقت کے پیمانوں سے ناپانہیں جاسکتا۔وہ قرآن سے روشنی پاتا ہے اس لیے یہ روشنی موج در موج زبانوں پرمحیط ہوتی چلی جائے گی۔

علامہ اقبال کی نگاہ فکربے شک زمین و آسمان کی قیود میں ہے۔لیکن اس کے رہوار تخیل کی ٹاپوں کی صدا گنبد افلاک میں بھی سنائی دیتی ہے۔وہ خاکی ہے اور خاک سے پیوند رکھتا ہےلیکن کبھی کبھی عالم ملکوت سے بھی ہوآتا ہے۔کیونکہ جب وہ خود حیران ہوکر کہتا ہے۔لگتا ہے کہ قدرت اس کے افکار و خیالات کی خود آبیاری کر رہی ہے۔کلام اقبال کی معجز نمائیاں قاری کے یقین کو پختہ تر کرتی چلی جاتی ہیں اور اسے یہ کہنے اور لکھنے میں دیر نہیں لگتی کہ ایسے اشعار عطیہ خداوندی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ارض لاہور تری خاک میں موتی پنہاں
تجھ میں اقبال کے افکار نظر آتے ہیں

شہر سبزہ وگل ایبٹ آباد کو بھی ایک احساس فخر ہے کہ اس نے بھی اقبال کو اپنے گہوارہ محبت میں سینت سینت کر رکھا۔اے وادی سربن تیرے چنار،سروصنوبر سداہرے بھرے رہیں کہ جن کی پر چھائیوں میں اقبال نے اپنی زندگی کے چند ایام گزارے۔علامہ اقبال کے متعلق پروفیسر بشیر احمد سوز لکھتے ہیں:

> "اقبال نے ۱۹۰4ء میں محمد سلطان میر کی دعوت پر اسلامیہ ہائی سکول (ہائی سکول نمبر۲) ایبٹ آباد میں قومی زندگی کے موضوع پر لیکچر دیا۔جو بعدازاں "مخزن"میں دو اقساط میں شائع ہوا۔ایبٹ آباد میں قیام کے دوران نظم "ابر" کہی۔جس میں کوہ سربن کے دلآ ویز نظاروں کی بات ہے۔ایبٹ آباد کی حسین و جمیل وادی،سرسبز وشاداب پہاڑوں صنوبروں، چناروں اور دیواروں کے درمیان شاعردلنواز مناظر فطرت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔اس زمانے میں محمد سلطان میر کے لائق اور ہونہار فرزند میر ولی اللہ ایڈوکیٹ کوعلامہ کی صحبت میں رہنے کے زریں مواقع ملے۔میر ولی اللہ فطرتاً شاعر اور ادیب تھے، اس لئےانہوں نے ایبٹ آباد میں علامہ کے قیام سے بھر پور استفادہ کیا۔"(1)

علامہ محمداقبال کے بڑے بھائی شیخ عطامحمد کا ایبٹ آباد تبادلہ ہوگیا۔(جوایم ای ایس میں انجینئر تھے)۔اقبال یورپ جانے سے پہلے شیخ عطامحمد سے ملنے بھی ایبٹ آباد آئے اور کچھ دن یہاں قیام کیا۔اسی طرح علامہ کی مشاہیر ہزارہ اور شعراء وادباء ہزارہ سےرابطہ وتعلق کی صورت پیدا ہوتی رہی ۔خصوصا میر ولی اللہ سے اقبال کی خط کتابت کا سلسلہ چلتارہا۔اقبال نے میر ولی اللہ کی مشہور تصنیف لسان الغیب پر اپنے خیالات کا اظہار تحریراً کیا۔اس لحاظ سے اقبال کی وادی سربن سے تعلق کی کئی ایک جہتیں ہیں۔ان تعلقات کی ساری سمتیں اپنی جگہ بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

اقبال پوری ملت اسلامیہ کے لیے مایہ فخر ہے، ہم بھی اقبال اور کلام اقبال سے اپنے محبتوں کا دم بھرتے ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ اقبال ملت اسلامیہ کاوہ مرد جلیل ہے جس کے افکار اور پیام کی فسوں کاری سے عروق مردہ مشرق میں خون زندگی دوڑا۔جس نے ایک خوابیدہ قوم کو بیدار کر کے منزل مرادکا پتہ دیا۔جس کے پیام کی اساس قرآن حکیم ہے اور جس نے اپنے کلام وپیام سے ملت مسلمہ کی اصلاح و فلاح کا وہ فریضہ انجام دیا جو

Vol. 5 No.1 2022
ISSN Online: 2709
ISSN Print: 2709-7

بیسویں صدی کے کسی دوسرے انسان کے حصے میں نہ آ سکا۔اقبال کا پیام لا زوال ہے پس اقبال لا زوال ہے۔ایسی بے بدل اور لازوال شخصیت سے کون پیار نہیں کرتا۔

اہل ہزارہ ملت اسلامیہ کے اس عظیم محسن سے بے پناہ محبت اور ارادت رکھتے ہیں۔اسی عقیدت اور ارادتمندی کا ثبوت یہ ہے کہ ہزار میں اقبالیائی ادب کی ترویج و اشاعت ہورہی ہے۔اقبالیات کی تحقیق وتنقید فروغ پا رہی ہے اور اقبال شناسی میں بڑے معتبر اہل قلم سامنے آرہے ہیں۔ہزارہ کی ادبی انجمنیں ایک زمانے سے اقبالیات کی تروج میں مصروف عمل ہیں۔اسی طرح ہزارہ کے شعراء بھی اقبال کی شخصیت و افکار کو اپنے جذبوں کی آنچ سے روشن تر کررہے ہیں۔ہزارہ کی اہم تعلیمی درس گاہوں کے ادبی مجلّوں کا مطالعہ کیا جائے تو اقبال سے متعلق سینکڑوں مضامین ملتے ہیں۔اس سلسلے میں ہزارہ کے اخبارات اور جرائد بھی اس قومی وملی فریضے کی انجام دہی میں ہمیشہ فعال رہے ہیں۔کم و بیش ایک صدی ہونے کو ہے کہ دنیا بھر میں صاحبان فکر و نظر کلام اقبال کی گرہ کشائی میں مصروف ہیں۔اقبالیاتی ادب میں سینکڑوں کتب اور ہزاروں مضامین و مقالات منظرعام پر آ چکے ہیں اور یقین ہے کہ آئندہ صدیوں میں بھی اقبال کے افکار اور اس کے فلسفے کے کئی ایک گم گشتہ اوراق سامنے آتے رہیں گے۔تحقیق وتخلیق کے اس عمل میں اہل ہزارہ کی کارکردگی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اقبال ہم سب کا ہے۔ہم خوش بخت ہیں کہ اس عظیم فلسفی اورشاعر کا جس پر پوری ملت نازاں ہے ہزارہ کی اس گل پوش وادی سے بھی ایک تعلق رہا ہے۔اس کتاب میں اقبال شناسی کے حوالے سے صرف ان مصنفین اور محققین کے تعارف اورتصانیف پر تبصرے شامل کئے گئے ہیں۔جنھوں نے اقبالیات پر کتب تصنیف یامرتب کیں اور ان محققین کو بھی شامل کیا گیا ہے جنھوں نے پی ایچ ڈی یا ایم فل کی اعلی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔بے شک یہ سب لوگ اقبالیاتی ادب میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں ہمارے گردوپیش میں کئی ایسے محقق بھی موجود ہیں جن کی تخلیقات ادب عالیہ کا سرمایہ ہیں مگر کسی بھی وجہ سے وہ اپنی تخلیقات کو کتابی صورت نہ دے سکے۔

اقبال اورہزارہ

''اقبال اورہزارہ''پروفیسربشیراحمدسوز کی منفرد تصنیف ہے۔پروفیسر بشیر احمدسوز سے پہلے حکیم الامت،شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے ہزارہ سے تعلق کو واضح کرنے کے لئے نہ تو کبھی کسی نے سوچا اور نہ اس موضوع پر اس سے پہلے کوئی مستند تحریر سامنے آسکی۔میر ولی اللہ کے والد مولوی سلطان میر کے اقبال سے قلمی تعلقات اورپھر بعد میں ان کی ملاقات کے حوالے سے ایک آدھ مضمون ضرور سامنے آیا ہے،لیکن اقبال کی ایبٹ آباد آمد،اُن کے اسفار کی روداد،ہزارہ کے اکابرینِ علم و ادب اور تحریکِ آزادی کے نامور سپاہیوں سے اُن کی خط و کتابت اورملاقاتوں کو اجاگر کرنے کے لئے کوئی خاص کام نہیں کرسکے۔تصنیف''اقبال اورہزارہ''کے متعلق پروفیسر بشیر احمد سوز لکھتے ہیں :

> ''۲۰۰۲ء ''سالِ اقبال'' کے نام سے موسوم ہوا تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ ''اقبال اورہزارہ''
> کے عنوان سے کوئی کتاب مرتب کی جائے جو اقبالؒ کی ایبٹ آباد آمد اور ان کی مصروفیات کی عکاسی
> کرسکے''۔(2)

اس کتاب سے پہلے آپ کا ایک مضمون''اقبال اور ایبٹ آباد'' ایک مقامی اخبار اور ادبی جریدے ''نشان'' میں شائع ہو چکا تھا۔مگر ایک مختصر مضمون کسی کتاب کا حصہ تو بن سکتا ہے مگر کتاب یا کتابچے کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔فکر و فلسفہ کے اثرات ایبٹ آباد اور ہزارہ کے پورے خطے پر مرتب ہوئے توکیوں نہ اس کوموضوع سخن بنایا جائے۔اسی سوچ پر عمل کرتے ہوئے۔پروفیسر بشیر احمد سوز نے اقبال شناسی کے حوالے سے ہزارہ کے ادباءو شعراءکی تحریروں اور تخلیقی کاوشوں کا احاطہ کیا۔اس سے دنیائے ادب کو ہزارہ میں اقبالیات کے حوالے سے کئے گئے کام سے روشنا س کرایا گیا اورحکیم الامت کی آفاقی فکر اور ا ن کی شخصیت سے ہزارہ کے لوگوں کی محبت میں اضافہ ہوا۔پروفیسر بشیر احمد سوز کی اس کاوش کے بارے میں فرزند اقبال جناب جسٹس جاوید اقبال پروفیسر بشیر احمد سوز کو ایک خط میں یوں لکھتے ہیں :

Vol. 5 No.1 2022
ISSN Online: 2709
ISSN Print: 2709-7

"علامہ کے سفرِ ایبٹ آباد کے بارے میں مجھے ضرور علم تھا مگر مجھے اس کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔"اقبال اور ہزارہ"کی وساطت سے میری معلومات میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ایبٹ آباد میں انکے قیام اور تقریبات میں ان کی شرکت اور مشاہیرِ ہزارہ سے ان کی ملاقاتوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔آپ نے پہلی بارعلامہ کے اس سفر کی گرہ کشائی کی ہے۔"(3)

ہزارہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سید سخاوت شاہ"اقبال اور ہزارہ" کے بارے میں لکھتے ہیں :

"۲۰۰۲ء میں "سالِ اقبال" کے موقع پر منظرِ عام پر آنے والی پروفیسر بشیر احمد سوز کی کتاب"اقبال اور ہزارہ" نے ادبیات ہزارہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔پاکستان بھر میں اس کتاب نے شہرت پائی اور اقبالیاتی ادب سے تعلق رکھنے والوں کے علم میں اضافے کا باعث بنی۔"(4)

علامہ محمداقبالؒ جیسے دانائے راز اور دیدہ ور صدیوں میں کہیں پردۂ خاک سے جلوہ گر ہوتے ہیں۔اقبال کا کمالِ فن اس کی زندگی میں ہی آفاق کے پردوں پر جگمگانے لگا اور اُس کے فکر و فلسفہ کے سیلِ بے پناہ میں مغربی مفکرین کے تدّبر کے بیڑے ہچکولے کھانے لگے۔شہر سیالکوٹ تری خاک کا ہر ذرّہ آفتاب ہے کہ تیری آغوش سے اقبال نے جنم لیا۔تیرے کوچہ و بازار سلامت رہیں جن میں اقبال کا بچپن اور لڑکپن گزرا۔اے شہر لاہور تجھ پر بھی زمانے نازاں ہیں کہ تو نے اقبال کے ہر نقشِ کفِ پا کو چوما اور پھر اقبال تیری ہی خاک سے لپٹ کر سو گیا۔شہرِ سبزہ گل ایبٹ آباد کو بھی اک احساسِ فخر ہے کہ اس نے بھی اقبا ل کواپنے گہوارہِ محبت میں سینت سینت کر رکھا ہے۔اے وادیءسربن! تیرے چنار و سرو و صنوبر سدا ہرے بھرے رہیں کہ جن کی پرچھائیوں میں اقبال نے اپنی زندگی کے چند ایام گزارے:

"علامہ محمد اقبا ل نے ۱۹۰۴ءمیں محمد سلطان میر ولی اللہ کی دعوت پر اسلامیہ ہائی سکول (ہائی سکول نمبر۲) ایبٹ آباد میں'قومی زندگی' کے موضوع پر لیکچر دیا۔"(5)

جو بعد ازاں'مخزن' میں دو اقساط میں شائع ہوا۔اقبال نے ایبٹ آباد قیام کے دوران نظم 'ابر' کہی،جس میں کوہِ سربن کے دلآویز نظاروں کی بات ہے۔ایبٹ آباد کی حسین و جمیل وادی،سرسبز و شاداب پہاڑوں،صنوبر کے درختوں،چناروں اور دیوداروں کے درمیان یہ شاعرِ دلنواز مناظرِ فطرت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اقبال پوری ملت اسلامیہ کے لئے سرمایہ فخر ہیں۔اقبال کا پیام لازوال ہے پس اقبال لازوال ہے۔اہلِ ہزارہ ملت اسلامیہ کے اس عظیم محسن سے بے پناہ محبت اور ارادت رکھتے ہیں۔اس عقیدت اور ارادتمندی کاثبو ت یہ ہے کہ ہزارہ میں اقبالیاتی ادب کی ترویج و اشاعت ہو رہی ہے۔اقبالیات کی تحقیق و تنقید فروغ پا رہی ہے اور اقبال شناسی میں بڑے معتبر اہلِ قلم سامنے آرہے ہیں۔اقبالیاتی ادب میں سینکڑوں کتب اور ہزاروں مضامین و مقالات منظر عام پر آ چکے ہیں اور یقین ہے کہ آئندہ صدیوں میں بھی اقبال کے افکار اور اُس کے فلسفہ کے کئی ایک گم گشتہ اوراق سامنے آتے رہیں گے۔تحقیق و تخلیق کے اس عمل میں اہلِ ہزارہ کی کارکردگی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اقبال ہم سب کا ہے۔ہم خوش بخت ہیں کہ اس عظیم فلسفی اور شاعر کا جس پر پوری ملت نازاں ہے ہزارہ کی اس گل پوش وادی سے بھی ایک تعلق رہا ہے۔اقبال پر تحقیق و تخلیق کے عمل میں ہزارہ کے اہل قلم کی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اقبال کا پیام لازوال ہے پس اقبال لازوال ہے۔اقبال کی نظم 'ابر' جو کتاب میں شامل ہے۔اس سے چند اشعار ذیل میں پیش ہیں:

اُٹھی پھر آج وہ پورب سے کالی کالی گھٹا
سیاہ پوش ہوا پھر پہاڑ سربن کا
نہاں ہوا رُخِ مہر زیرِ دامنِ ابر

Vol. 5 No.1 2022

ISSN Online: 2709

ISSN Print: 2709-7

ہوائے سرد بھی آئی سوارِ تو سنِ ابر
گرج کا شور نہیں ہے،خموش ہے یہ گھٹا
عجیب مے کدۂ بے خروش ہے یہ گھٹا
ہوا کے زور سے ابھرا، اڑا بادل
اُٹھی وہ اور گھٹا، لو برس پڑا بادل
عجیب خیمہ ہے کہسار کے نہالوں کا
یہیں قیام ہو وادی میں پھرنے والوں کا(6)

علامہ اقبال کا ''قومی زندگی'' کے حوالے سے اسلامیہ ہائی سکول میں پڑھے گئے مضمون سے ایک اقتباس :

''قوموں کی تاریخ میں یہ ایک بڑا نازک وقت ہے جو اِس بات کا متقاضی ہے کہ ہر قوم نہ صرف اپنی موجودہ حالت پر غور کرے بلکہ اگر اُسے اقوامِ عالم کے دفتر میں اپنا نام قائم رکھنا منظور ہے تو اپنی آئندہ نسلوں کی بہبودی کو بھی ایک موجودہ واقعہ تصور کرے اور ایسا طریقِ عمل اختیار کرے جس کے احاطہ اثر میں اُس کے اخلاف کا تمدّن بھی شامل ہو۔''(7)

ہزارہ میں رہنے والے خوش بخت ہیں کہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا مفکر،دانائے راز،حکیم الامت اور شاعرِ مشرق وادیِ سربن کی خوشگوار اور دلفریب فضاؤں کو اپنی سانسوں میں بھر کر اس کے حسین مناظر کو اپنے اشعار میں ڈھال جاتا ہے اور ہمارے افکار اور جذبات میں قومی زندگی کے اسرار و رموز بھر جاتاہے۔اس لحاظ سے ہم مولوی محمد سلطان میر اور میر ولی اللہ ادیب ایبٹ آبادی کو اپنے محسنین میں شمار کرتے ہیں جن کے دم سے اقبال یہاں آتے رہے۔''اقبال اورہزارہ '' کے مطالعہ کے بعد اقبال کے سفر ایبٹ آباد،ہزارہ کی اہم شخصیات سے ملاقاتیں، تقریبات میں شرکت،''قومی زندگی'' کے عنوان سے خطبہ،اور نظم ''ابر''کے علاوہ دیگر تخلیقات سے بھی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔اس کے علاوہ اقبالیاتی ادب میں ہزارہ کے اہلِ قلم اور محققین کی کاوشوں اور شعرائے ہزارہ کا منظوم خراجِ تحسین کتاب''اقبال اورہزارہ'' میں پڑھ کر یہ گماں یقین میں بدل جاتا ہے کہ ہزارہ میں اقبال کے پرستاروں کی کوئی کمی نہیں ہے۔شہر سبزہ و گل ایبٹ آباد کو بھی اک احساسِ فخر ہے کہ اس نے بھی اقبالؒ کو اپنے گہوارہ محبت میں سینت سینت کر رکھا۔اے وادی سربن! تیرے چنار و سرو و صنوبر سدا ہرے بھرے رہیں کہ جن کی پرچھائیوں میں اقبال نے اپنی زندگی کے چند ایام گزارے۔''اقبال اورہزارہ'' کی اہمیت اور افادیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کتاب کو پورے پاکستان میں پھیلا دیا جائے تا کہ اِس سے اعلیٰ سطح کے طلباء،محققین اور دانشور استفادہ کر سکیں۔''اقبال اورہزارہ''پروفیسر بشیر احمد سوز کی ایک ایسی کاوش ہے جس پر اہلِ ادب اور اہلِ ہزارہ جتنا ناز کریں کم ہے۔''اقبال اورہزارہ'' یقیناً ادبیات ہزارہ میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ ہے۔ چنانچہ پروفیسر بشیر احمد سوز نے چند ایک مضامین اور منظومات کے اضافے اور ترامیم کے بعداس کتاب کا مسودہ تیار کر کے کتاب کی اشاعت کی اجازت طلب کیا ہے۔مجھے انتہائی خوشی ہے کہ یہ کتاب اب ''شاعرِمشرق وادی سربن میں'' کے نام سے ہزارہ چیئر'' کے زیر اہتمام شائع ہوچکی ہے۔مجھے یقین ہے کہ اقبالیاتی ادب میں یہ کتاب پہلے کی طرح قابل قدر جانی جائے گی۔علاوہ ازیں اقبال کے حوالے سے کام کرنے والوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی۔مجھے یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ہزارہ چیئر کے زیراہتمام مطبوعات کا سلسلہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔چنانچہ ''شاعرِمشرق وادی سربن میں''ہزارہ اردوادب اورہزارہ یونیورسٹی کی مطبوعات میں ایک اہم اضافہ ثابت ہوگی۔

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-
ISSN Print: 2709-7
Vol. 5 No.1 2022

حوالہ جات

(۱) پروفیسر بشیر احمد سوز ''شاعر مشرق وادی سربن میں''گنج شکر پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۵ء،ص5

(۲) ایضاً،ص8

(۳) پروفیسر بشیر احمد سوز،شاعرِ مشرق وادی سربن میں،گنج شکر پرنٹرز ،لاہور،2015:،ص10

(۴) عنایت الرحمن ''پرفیسر بشیر احمد سوز کی ادبی خدمات''مقالہ ایم فل،۲۰۱۷،ص ۸۱

(۵) پروفیسر بشیر احمد سوز،شاعرِ مشرق وادی سربن میں،گنج شکر پرنٹرز ،لاہور،2015:،ص ا

(۶) ڈاکٹر،محمد وسیم انجم،اقبالیاتی تحقیق،انجم پبلشرز کمال آباد ،راولپنڈی،2007ء،ص ۱۸۱

(۷) عبدالواحد معینی،محمد عبداللہ قریشی،مقالات اقبال،القمر انٹر پرائزز،لاہور،2011ء،ص74